باب ۹: حسن کی فیاضی

حسن غصے میں گھر میں داخل ہوا اور سیدھا اپنے بیڈ روم میں چلا گیا۔ میں اسے اتنا پریشان دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ وہ آدھا گھنٹہ پہلے اپنے دوستوں کے ساتھ قریبی پارک میں کھیلنے کے لیے باہر گیا تھا۔ میں نے چاہا کہ معلوم کروں کہ اس کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا ہے۔ اس لیے میں اس کے کمرے میں گئی۔ وہ زور زور سے رو رہا تھا اور اس کا چہرہ غصے سے سرخ تھا۔ ''حسن بھائی، کیا ہوا؟'' میں نے تجسّس سے پوچھا۔

"نایاب کا بچہ!" حسن نے بستر سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "میں اس محلے میں نہیں رہنا چاہتا۔ پلیز بابا سے کہو اب یہاں سے چلے جائیں۔ یہ رہنے کے لیے اچھی جگہ نہیں ہے۔'' ہم ابھی لاہور سے اسلام آباد آئے تھے کیونکہ ہمارے والد کی ترقی ہوئی اور ان کا اب اپنی کمپنی کے ہیڈ آفس میں تبادلہ ہو گیا۔

میں نے آہستگی سے اس کی پیٹھ کو رگڑا اور اسے تسلی دلانے کی کوشش کی۔ میں نے اس سے دوبارہ پوچھا، "بتاؤ کیا ہوا؟" ہمارے محلے میں بلال نام کا ایک لڑکا ہے جو ہمیشہ میرا مذاق اڑاتا ہے۔ وہ مجھے کبھی کسی کے ساتھ کھیلنے نہیں دیتا اور مجھے ڈرانے کی کوشش کرتا ہے،'' حسن نے ہانپتے ہوئے کہا۔

"آج جب میں حمزہ کے ساتھ بیڈمنٹن کھیل رہا تھا، وہ آیا اور میرا ریکیٹ چھین لیا۔ اس نے اسے توڑا اور ڈبے میں پھینک دیا۔ میں نے خاموشی سے حسن کی بات سنی، اسے پرسکون کیا اور اسے اس کی پسندیدہ آئس کریم خریدنے لے گیا۔ رات کو سونے سے پہلے میں حسن کے بیڈ روم میں گیا اور اس سے بات کی۔ "حسن، میرے پیارے بھائی، بلال کے برے رویے سے پریشان نہ ہوں۔ اس کے بدلے میں آپ کو اپنی مہربانی کا مظاہرہ کرنا چاہئے اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہئے۔ اگر تم بھی ویسا ہی عمل کرو جیسا کہ اس نے کیا تو تم میں اور اس میں کوئی فرق رہ جائے گا۔ اس لیے اس کے ساتھ فیاضی کا مظاہرہ کرو اور شائستہ رہو۔'' حسن نے میری طرف دیکھا اور مسکرا دیا۔ "بہن، میرے ساتھ رہنے کا شکریہ۔ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں اس کے ساتھ بدتمیزی نہیں کروں گا۔"

اگلے دن حسن باہر کھیلنے گیا تو کھیل کے میدان میں کوئی نہیں تھا۔ چنانچہ اس نے گھر واپس آنے کا فیصلہ کیا۔ جیسے ہی وہ پارک کے گیٹ پر پہنچا، اس نے درد سے کسی کے چیخنے کی آواز سنی۔ اس نے مڑ کر بلال کو دیکھا جو کیچڑ کے ایک گڑھے میں گرا ہوا تھا اور باہر نکلنے سے قاصر تھا۔ حسن جلدی سے اس کی مدد کے لیے بھاگا اور بلال کو اپنا ہاتھ دیا۔ بلال نے اس کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑا اور حسن نے اسے باہر نکالا۔

حسن کے حسن سلوک کو دیکھ کر بلال نے شرمندگی محسوس کی اور اس سے اپنے برے رویے کی معافی مانگی۔ حسن نے اسے معاف کرکے گلے لگا لیا۔ اس طرح وہ بہترین دوست گئے۔

باب ۱۰: کیلنڈر

جنوری کا مہینہ برف باری کا مہینہ ہوتا ہے۔ یہ ہماری انگلیوں اور پاؤں کو جما دیتا ہے۔

فروری کا مہینہ برسات کا مہینہ ہوتا ہے۔ جمی ہوئی جھیل کو دوبارہ پگھلا دیتا ہے

مارچ کا مہینہ تیز و تند ہوا کو لے کر آتا ہے۔ گل ڈیفوڈل کو لہراتی ہوئی گزر جاتی ہے

اپریل گرم ہوائیں لاتی ہے گل ڈیزی کو بکھیر دیتی ہے

اس موسم میں بھیڑوں کے جھنڈ کے جھنڈ چرتے پھرتے ہیں

جون کے مہینے میں ٹیولپ، گل داؤدی کھلتے ہیں، بچوں کے ہاتھوں میں پھول ہی پھول ہوتے ہیں

جولائی کا مہینہ بارشیں لے کر آتا ہے خوبانی کے درختوں پر پھل تیار ہو جاتے ہیں

اگست کے مہینے میں مکئی کی فصل تیار ہو جاتی ہے اور کسان مکئی کا فصل کی کٹائی کرتے ہیں۔

ستمبر کا گرم مہینہ پھل لیکر آتا ہے اکتوبر کے مہینے میں خشک میوہ جات تیار ہو جاتے ہیں

نومبر کا بے رنگ موسم درختوں کے پتے گرا دیتا ہے

دسمبر کا ٹھنڈا مہینہ آگ سیکنے پر مجبور کر دیتا ہے۔

شاعرہ: سارا کولرج

باب ۱۱: خوش قسمت بیج

پہاڑی کے نیچے ایک ایماندار نوجوان جو پودوں کی دکان کا مالک تھا، رہتا تھا۔ روزی کمانے کے لیے اس نے دن رات محنت کی۔ اس کے حریفوں کے پاس تازہ پودوں کی ایک وسیع رینج تھی جو جلدی فروخت ہو جاتی تھی لیکن حسین اپنے پاس موجود چیزوں کا کبھی ناشکرا نہیں تھا۔ ایک دن وہ گملوں میں بیج لگانے میں مصروف تھا کہ اس نے ایک بوڑھے آدمی کو گلی میں داخل ہوتے دیکھا جہاں پودوں کی تمام دکانیں تھیں۔

سڑک کے بیچوں بیچ ایک اوسط قد کا بوڑھا آدمی کھڑا تھا جس کے چہرے پر جھریاں پڑی ہوئی تھیں۔ اس کے بال پتلے اور سردیوں میں سفید تھے۔ وہ اپنے پیروں پر غیر مستحکم تھا اور اس کے کمزور کندھوں پر پھٹی ہوئی چادر تھی۔ اس کے ہاتھ سخت اور انگلیاں ٹیڑھی تھیں جن میں اس نے پٹ سن کا ایک چھوٹا سا تھیلا پکڑا ہوا تھا۔ کمزور اور نازک لہجے میں پوچھا، کیا اللہ کا کوئی مہربان بندہ ہے؟

بازار میں کوئی شخص بھی اس بوڑھے آدمی میں دلچسپی نہیں لی اور اس کے سوال کا جواب نہیں دیا۔ مایوس ہو کر بوڑھا حسین کی دکان کی طرف بڑھا۔ بوڑھے نے نم آنکھوں کے ساتھ حسین سے پوچھا، ''کیا تم یہ بیج خرید کر میری مدد کروگے؟ میری بیوی ہسپتال میں ہے اور اس کی جان بچانے کے لیے میرے پاس صرف یہ بیج رہ گئے ہیں۔ ایک لمحے کے لیے سوچے بغیر، حسین نے بیج خریدنے پر رضامندی ظاہر کی اور بوڑھے کو 5000 روپے دیے جو اس نے اپنے گھر کی مرمت کے لیے بچائے تھے۔ بوڑھے نے اس کا شکریہ ادا کیا اور اسے ڈھیر ساری دعائیں دیں۔ جانے سے پہلے اس نے حسین سے کہا، ''ان بیجوں کو اپنے گھر کے باغ میں بونا اور دن میں دو بار پانی دینا، یہ بیج جلد ہی تمہیں بہترین اجر دے گا۔''

بوڑھے کے جاتے ہی حسین کے تمام حریف اس کا مذاق اڑانے لگے۔ وہ چاہتے تھے کہ وہ یہ سمجھے کہ اسے بوڑھے نے بے وقوف بنایا ہے۔ لیکن حسین نے ان میں سے کسی کا جواب نہیں دیا اور اپنی دکان کے اندر چلا گیا۔ اس نے تھیلا میز پر رکھ دیا اور اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ اس دن اس کے پاس مشکل سے ہی تین چار گاہک آئے لیکن پھر بھی وہ کسی ضرورت مند کی مدد کر کے خوش تھا۔ شام کو وہ اپنی دکان بند کر کے بوڑھے آدمی کے بیجوں کی تھیلی لے کر گھر چلا گیا۔ اس کی بیوی اور بچے اس کے ساتھ رات کا کھانا کھانے کے منتظر تھے۔ حسین کا سادہ طرز زندگی تھا اور ایک چھوٹا سا گھر تھا۔ اس کے بچے محنتی تھے اور اپنے والد کا احترام کرنے والے تھے۔ رات کے کھانے کے بعد وہ سب سو گئے۔ اگلی صبح حسین نے تھیلا کھولا اور بیجوں کو دیکھا جو مختلف لگ رہے تھے۔

اس نے بوڑھے آدمی کی ہدایت کے مطابق بیج بویا اور پانی دیا۔ اس نے انہیں دو بار پانی دیا۔ جلد ہی، بیج پودوں اور پھر درختوں میں تبدیل ہو گئے۔ ایک دن حسین کی بیٹی نے درخت میں کچھ سرخ چیزیں دیکھی۔ وہ گھر کے اندر بھاگی بھاگی آئی اور خوشی سے چیخ کر بولی، "بابا! درخت میں کچھ سرخ چیزیں لگی ہیں۔ آیئے اور دیکھیے"۔ حسین تیزی سے باہر نکلا اور درخت پر چڑھ کر دیکھنے لگا کہ وہ کیا ہیں۔ اس نے محسوس کیا کہ درخت نے اس پر رسیلے سرخ سیب پیدا کیے ہیں۔ یہ سن کر حسین خوش ہوا۔ اس نے کچھ سیب اٹھا کر اپنے گھر والوں کو چکھنے کے لیے دیے۔ ایسے رسیلے سیب اس نے کبھی نہیں کھائے تھے۔ چند ہی دنوں میں درخت سیبوں سے لدھ گئے۔

حسین سیب چن کر بیچنے کے لیے اپنی پودے کی دکان پر لے گیا۔ اس نے سیب خریدنے سے پہلے مفت چکھنے کی پیشکش کی۔ انہیں چکھنے کے بعد لوگ اس کے سیب خریدنے لگے۔ چند ہی دنوں میں اس کے سیبوں کا شہر میں چرچا ہو گیا۔ حسین کی فروخت میں اضافہ ہوا اور اس کی کمائی تین گنا بڑھ گئی۔ جلد ہی اس نے زمین کا ایک ٹکڑا خرید لیا اور سیب کے مزید درخت اگائے۔ اس نے اپنا کاروبار بڑھایا اور سیبوں کے باغ کا مالک بن گیا۔ اس نے اپنی باقی زندگی اپنے خاندان کے ساتھ خوش و خرم گزاری۔

اگر آپ دوسروں کی مدد کریں گے تو اللہ آپ کی مدد کرے گا۔

باب ۱۲: انٹرنیٹ کے خطرات

رات کا کھانا کھاتے وقت ابراہیم اور اس کی جڑواں بہن نمرہ اپنے والد کے ساتھ پنیر کیک کھانے کے لیے بے چین تھے جو انہوں نے اس دوپہر کو بنایا تھا۔ ان کے والد ظفر صاحب نے اپنے گھر میں ایک اصول بنا رکھا تھا کہ ہر ہفتے کے آخر میں ان کے بچے ایک میٹھا پکوان بنائیں گے اور رات کے کھانے کے بعد وہ سب مل یہ یہ میٹھا پکوان کھائیں گے۔

ظفر صاحب ہمیشہ اپنے بچوں کی بہترین طریقے سے پرورش کرنے کے خواہشمند رہتے تھے۔ ہر ہفتے کے آخر میں، وہ بحث کے لیے کوئی نہ کوئی دلچسپ موضوع کا انتخاب کرتے جس سے ان کے بچوں کے رویوں پر مثبت اثر پڑ سکتا ہو۔ "ابا، آپ نے آج کون سا موضوع چنا ہے؟" ابراہیم نے تجسّس سے پوچھا۔ ''میرے پیارے بچو، چونکہ آپ ابھی نو عمر ہیں اور آپ کو انٹرنیٹ کا کثرت سے استعمال کرنا پڑتا ہے، میں آپ کو انٹرنیٹ کے خطرات سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں،'' مظفر صاحب نے جواب دیا۔

"انٹرنیٹ کے خطرات کیا ہیں؟ میں نے اس اصطلاح کے بارے میں پہلے کبھی نہیں سنا۔'' نمرہ نے پوچھا۔ 'انٹرنیٹ کا خطرات کی اصطلاح بچوں کو ان خطرناک لوگوں سے خبردار کرنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے جن سے وہ آن لائن ملتے ہیں۔ وہ بہت ملنسار اور دلکش دکھائی دیتے ہیں اور وہ بچوں کو آسانی سے دھوکہ دے دیتے ہیں۔ وہ آپ کی ذاتی معلومات حاصل کرنے کی کوشش

کرتے ہیں اور بعد میں آپ کا استحصال کرتے ہیں،" م صاحب نے ظفر نے وضاحت کی۔ "ہم انٹرنیٹ کے خطرات کو کیسے روک سکتے ہیں؟" ابراہیم نے پوچھا۔ " ٹھیک ہے، بچوں، میں آپ دونوں کو کچھ ٹوٹکے بتانا چاہوں گا تاکہ آپ سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ کے فوائد کا شکار ہوئے بغیر لطف اندوز ہو سکیں۔ آیئے میرے ٹیبلیٹ پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔"

ا۔ ذاتی معلومات کسی کو فراہم نہ کریں۔

معلومات جیسے ۔اپنا نام، عمر، پتہ، اسکول کا نام، رابطہ کی معلومات یا تصاویر چیٹ رومز میں، ای میل یا پیغامات کے ذریعے شیئر نہ کریں۔

۲۔ اج نبیوں سے آن لائن بات نہ کریں۔

آن لائن اجنبیوں سے دوستی کرنے سے گریز کریں۔

۳۔ اجنبیوں کو جواب نہ دیں۔

اگر آپ کو کسی اجنبی کی طرف سے کوئی پیغام موصول ہوتا ہے جو نامناسب لگتا ہے، تو فوراً لاگ آف کریں اور کسی بالغ کو مطلع کریں۔

۴۔ کبھی بھی اپنا پاس ورڈ شیئر نہ کریں۔

اپنے پاس ورڈز یا سیکیورٹی کوڈ کو اپنے والدین کے علاوہ کسی کے ساتھ شیئر نہ کریں۔

۵۔اجنبیوں کے آن لائن پیغامات قبول نہ کریں۔

۔کبھی بھی کسی ایسے شخص کی ای میلز، لنکس، یو آر ایل یا کوئی اور چیز نہ کھولیں اور نہ ہی قبول کریں جسے آپ حقیقی زندگی میں نہیں جانتے۔ ہمیشہ کسی قابل اعتماد بڑے سے رہنمائی حاصل کریں۔

٦۔والدین کی طرف سے مقرر کردہ حدود پر سختی سے عمل کریں۔

والدین کی طرف سے جو بھی اصول یا حدود متعین کی گئی ہیں، ان پر گھر کے ساتھ ساتھ اسکول یا عوامی مقامات پر بھی عمل کریں۔

۷۔اپنے والدین کو فوراً مطلع کریں۔

والدین سے کبھی کوئی بات نہ چھپائیں، ان کے ساتھ کھل کر ایمانداری سے بات کریں۔ کسی مشکوک سرگرمی کی صورت میں فوری طور پر اطلاع دیں۔

"آپ کا شکریہ، ابا جان، ان مفید تجاویز کا اشتراک کرنے کے لئے. میں ان کو ذہن میں رکھوں گی اور آپ سے کبھی کچھ نہیں چھپاؤں گی۔" نمرہ نے وعدہ کیا۔ "میں بھی نہیں کروں گا، ابا جان ! ہمارے لیے اتنی فکر مند ہونے کا آپ کا شکریہ،" ابراہیم نے مزید کہا۔ یہ سن کر ظفر صاحب خوش ہو گئے۔

باب ۱۳: آرٹ مقابلہ

پوری کلاس متجسس ہو گئی جیسے ہی مس تہمینہ نے "آرٹ بیٹ" تختہ سفید پر لکھا۔ طلبہ اندازہ لگا رہے تھے کہ یہ کس چیز کے بارے میں مس تہمینہ نے بورڈ پر لکھا ہے۔ جب اس نے اعلان کیا کہ ان کا اسکول آرٹ مقابلہ منعقد کرنے جا رہا ہے۔ آنے والی رنگا رنگ تقریب کے لیے پوری کلاس نے خوشی کا اظہار کیا۔

مس تہمینہ نے کہا، "طلبہ، اپنے خیالات کا اظہار کریں تاکہ ایک پر کشش بروشر ڈیزائن کرنے میں مدد ملے جس میں مقابلے کے پس منظر کو خوبصورت انداز میں بیان کیا جا سکے۔" مس تہمینہ نے کہا

"بروشر کیا ہے؟" سعد نے پوچھا۔"

مس تہمینہ نے جواب دیا، "بروشر ایک چھوٹا سا اشتہار ہوتا ہے جس میں کسی تقریب یا پروڈکٹ کے بارے میں تصاویر اور معلومات ہوتی ہیں۔"

"لیکن ہم نہیں جانتے کہ بروشر کیسے بنتا ہے،" عثمان نے الجھتے ہوئے کہا۔

"یہ مشکل نہیں ہے۔ آپ انٹرنیٹ پر تلاش کر سکتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ معلومات کا اشتراک کر سکتے ہیں۔ اس سے نہ صرف آپ کے علم میں اضافہ ہوگا بلکہ اسے وقت پر مکمل کرنے میں بھی مدد ملے گی۔ لہٰذا، اس سرگرمی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اپنے پینٹ اور برش تیار کر لو۔ میں بھی اس سلسلے میں آپ کی مدد کروں گی۔" مس تہمینہ نے کہا۔

پھر انہوں نے بورڈ پر ایک بروشر چسپاں کیا اور پوچھا، "کیا آپ کو یاد ہے کہ یہ ہمارے اسکول میں گزشتہ سال کے آرٹ ڈے کا "ایک بروشر ہے؟

ہادی نے جواب دیا، "ہاں! مجھے اب بھی یاد ہے۔ یہ بڑی دلچسپ سرگرمی تھی۔" "اچھا!

اسے غور سے دیکھیں اور میری ہدایات کو نوٹ کریں تاکہ یہ سمجھ سکیں کہ ایک بروشر کو کیسے ڈیزائن کیا جائے،" انہوں نے کہا۔

انہوں نے بروشر کے عنوان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، "یہ دلچسپ، چشم کشا، واضح اور نمایاں ہونا چاہیے۔" پھر اس نے معلومات کو دو حصوں میں تقسیم کیا اور اسے ایک میز کی شکل میں بورڈ پر لکھ دیا۔

Sr. #	Text Features / Information	Graphical Features
1	Event name and dates and time of the event	Pictures and illustrations related to the event
2	Location of the event	Layout
3	Event features	Colour scheme

انہوں نے پچھلے سال کے بروشر کی مختلف خصوصیات پر روشنی ڈالی۔



"اب، طلبہ، آپ کی باری ہے کہ ایک بروشر ڈیزائن کریں،" مس تہمینہ نے کہا۔ مس تہمینہ نے طلبہ کو گروپس میں تقسیم کیا۔ تمام طلبہ بہت ہو گئے اور اپنے بروشر کو نمایاں کرنے کے لیے تخلیقی خیالات کے بارے میں سوچنا شروع کر دیا۔

باب ۱۴: میری عید کی یادیں

اپنے بیڈ روم کے کھڑکی والے صوفے پر بیٹھے، صارم نے اپنے کزن کو عید الفطر کی تقریبات کے بارے میں ایک ای میل لکھی جو جرمنی میں رہتا ہے اور وہ کئی سالوں سے پاکستان نہیں آیا تھا۔

پیارے ظفر،

السلام علیکم اور عید مبارک! تم کیسے ہو، میرے دوست؟ مجھے امید ہے کہ تم اپنی صحت کی بہترین حالت میں ہو۔ میں نے آج واقعی آپ سب کو یاد کیا۔ میں یہ ای میل تمہیں یہ بتانے کے لیے لکھ رہا ہوں کہ ہم سب نے اپنی عید کیسے منائی تاکہ تم بھی اس سے محظوظ ہو سکو۔

دن کا آغاز پورے جوش و خروش سے ہوا۔ فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد ہم سب نے غسل کیا اور کپڑے پہنے۔ دادی اماں نے روایتی شیر خورما بنایا جس میں اپنے پادام اور پستہ ڈالا گیا تھا۔ تمام گھر والے کھانے کے کمرے میں جمع ہوئے اور شیر خرما کھایا۔ یہ اتنا لذیذ تھا کہ میں دو مرتبہ کھایا تھے۔ ہمارے خاندان کی رسم کے مطابق، دادا ابا نے ہم سب کے لیے اچھی صحت، دولت اور خوشحالی کی دعا کی۔

اب عید الفطر کی نماز پڑھنے مسجد جانے کا وقت تھا۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ عید کے دن کی میری پسندیدہ سرگرمی ہے کیونکہ نماز کے بعد ہم سب ایک دوسرے کو "عید مبارک" کہتے ہیں اور ایک دوسرے کو گرمجوشی سے گلے لگاتے ہیں۔ جب ہم مسجد سے واپس آئے تو سب بچے دادا جان سے عیدی لینے کے لیے جمع ہو گئے۔

دادا اب نے ہمیں چمکدار لفافوں میں پیسے ڈال کر بطور عید دیے۔ اور پھر ہم نے اپنے والدین، چچا اور خالہ سے عیدی وصول کی۔ لیکن، آپ جانتے ہیں، دادی اماں نے اس بار ہمیں ایک خوشگوار سرپرائز دیا! وہ ہم سب کے لیے دیدہ زیب گفٹ پیک لے کر آئیں۔ ہر پیک میں خستہ اور کراری ایک درجن مختلف قسم کی چاکلیٹ، چاکلیٹ چپ کوکیز، براؤنز، ویفرز اور جوس تھے۔

یہ تحائف یقیناً عید الفطر کا سب سے پیارا تحفہ تھا۔ رات کو ایک BBQ پارٹی کا اہتمام کیا گیا تھا۔ سیخ کباب اور ٹکے کی مہک نے فضا کو معطر کر دیا تھا۔ سب نے دعوت کا لطف اٹھایا۔ آخر میں، ہم نے ایک مشترکہ تصویر کھینچی جسے دادا ابا فریم لے گئے تاکہ اسے گھر میں دیگر خاندانی تصاویر کے ساتھ آویزاں کر سکیں۔

تو یہاں عید الفطر اپنے اختتام کو پہنچتی ہے۔ ابھی آدھی رات ہے۔ میں محسوس کر رہا ہوں۔ تھکا ہوا اور نیند آ رہی ہے! میں نے تمام تصاویر ای میل کے ساتھ منسلک کر دی ہیں۔ ان پر ایک نظر ڈالنا اور ان کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

ٹھیک ہے، میں ایمیل کا اختتام کر رہا ہوں! اپنا خیال رکھنا، دوست اور جلد ہی آپ سے ملنے کی امید ہے!

آپ کے جواب کا بے چینی سے انتظار ہے گا!

شب بخیر!

نیک خواہشات کے ساتھ،

صارم

باب ۱۵: خوشی

آپ اپنی خوشی کو خرید نہیں سکتے — کیونکہ خوشی مفت ہوتی ہے۔

کیا تمہیں یہ معلوم نہیں ہے — خوشی میرے اور تمہارے لیے دستیاب ہے

جو کچھ آپ کی استطاعت میں — وہ آپ ضرور کریں

آپ مسکرائے اور ہنسیں — لیکن ان میں توازن بھی رکھیں

کیونکہ خوشیاں آپ کے لیے — بنائی گئی ہیں

ان سے محظوظ ہوئیے — خوشی دراصل وہ کام ہے جو

بلا کسی معاوضے کے کرتے ہیں

شاعر: جورج سیوج